صفتِ ستاری اپنانے کی تلقین

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ رجنوری ۱۹۸۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ﴿۹﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۱۰﴾ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾ (الرعد: ۹-۱۲)

جن آیات کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں یہ مضمون بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے احوال سے خوب واقف ہے اور اس بات سے بے نیاز ہے کہ وہ اونچی بات کرتے ہیں یا مخفی بات کرتے ہیں، اپنے حال کو ظاہر کرتے ہیں یا دلوں میں چھپاتے ہیں، دن کو کھل کر لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتے ہیں یا راتوں کو چھپ کر بعض مخفی ارادوں کے ساتھ چلتے ہیں، ان کے احوال خدا پر

خوب روشن ہیں۔ وہ ان کو ان کی ماؤں کے بطون سے جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ماؤں کے رحم کس چیز کو گھٹاتے ہیں اور کس چیز کو بڑھاتے ہیں اور ان سب باتوں کے باوجود اس نے ان بندوں پر محافظین مقرر فرما رکھے ہیں جو اللہ کے اِذن کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے ہیں ان کے آگے بھی اور ان کے پیچھے بھی اور یہ اس لئے ہے کہ خدا تعالیٰ کسی قوم کی نعمت کو جب انہیں عطا کر دیتا ہے تو ان سے واپس نہیں لیتا یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت کو بدلتے چلے جاتے ہیں اور پھر ایک ایسا مقام آ جاتا ہے کہ اللہ جو اس قدر رحم کرنے والا، اس قدر عفو کرنے والا اور اس قدر ستاری کرنے والا ہے وہ اپنے ہاتھوں اس قوم کی بدلی ہوئی حالت کو جب اس حد تک بگڑتا ہوا دیکھتا ہے کہ وہ نعمت کے مستحق نہیں رہتے پھر وہ اپنی نعمت کا ہاتھ ان سے کھینچ لیتا ہے لیکن اتنے لمبے انتظار اور اتنے لمبے صبر اور اتنی لمبی حفاظت اور اتنے لمبے عفو اور اتنی لمبی ستاری کے بعد وَإِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ پھر جب خدا یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ کسی قوم کو اس کی برائی کی سزا دے تو کوئی نہیں ہے کہ جو خدا کے فیصلے اور اس قوم کے درمیان حائل ہو سکے۔ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ خدا سے بچانے والا پھر کوئی نہیں۔

ان آیات میں جو بکثرت مضامین بیان ہوئے ہیں ان کے اندر بطن در بطن مضمون پھر چلتا چلا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی ستاری کا ایک بہت ہی پیارا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

عفو کا مضمون میں نے گزشتہ جمعہ میں بیان کیا تھا اگر چہ وقت کی رعایت کے پیش نظر اس کے تمام پہلوؤں کو تو میں بیان نہیں کر سکا تھا لیکن کسی حد تک میں نے عفو کے بارہ میں جماعت کو تعلیم دی تھی کہ اللہ تعالیٰ سے عفو کا سلوک چاہتے ہیں تو خدا کی طرح ’’عَفُوّ‘‘ بننے کی کوشش کریں۔ بندوں سے صرفِ نظر کیا کریں ان کے گناہوں سے آنکھیں پھیرا کریں تو اللہ تعالیٰ بھی آپ سے صرفِ نظر فرمائے گا اور آپ سے اسی طرح عفو کا سلوک فرمائے گا بلکہ بہت بڑھ کر سلوک فرمائے گا جس طرح آپ اللہ کے بندوں سے کرتے ہیں۔

عفو کا جہاں ایک تعلق مغفرت سے ہے وہاں ایک دوسرا تعلق ستاری سے ہے اور خدا تعالیٰ کی صفات کو ہم اس طرح زنجیروں کی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط پاتے ہیں جس طرح مادی دنیا میں کیمسٹ جانتا ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی تخلیقات میں ایٹم ایک دوسرے سے جڑ کر

Chain بنالیا کرتے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کی صفات بھی بعض صورتوں میں Close Circut Chains کی شکل میں نظر آتی ہیں یعنی ایک بند دائرہ کی شکل میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتی ہوئی۔ بعض صورتوں میں وہ ایک دوسرے سے مسلسل رابطہ رکھتی ہوئی آگے بڑھتی ہیں تو عفو کا تعلق ایک طرف مغفرت سے ہے اور ایک دوسری طرف ستاری سے ہے اور عفو کی بھی ایک منفی صفت ہے یعنی عفو کے نہ ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور ستاری کی بھی ایک منفی صفت ہے جو ستاری کے نہ ہونے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اور جس برائی کا خدا نے ذکر فرمایا ہے اس سے ایک پہلو کے لحاظ سے یہی مراد ہے کہ جب تم خدا تعالیٰ کی صفت ستاری کو چھوڑو گے تو اس کی منفی صفت تمہارے اندر پیدا ہونی شروع ہو جائے گی اور جب وہ پیدا ہو جائے گی تو تم خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم رہ جاؤ گے اور خدا کی پکڑ کے نیچے آجاؤ گے۔ ان منفی صفات کا ذکر تو میں آئندہ کروں گا اس وقت میں آج کے خطبہ کا مضمون صرف ستاری کے تعلق میں بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ ستار ہے کیا معنی ہیں اور عفو اور ستاری میں کیا فرق ہے پہلے تو میں یہ بیان کرتا ہوں عفو کہتے ہیں کسی برائی کو دیکھنا اور اس سے حیا کر جانا، صرفِ نظر کر جانا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کو حَیِّـــیٌ بیان فرمایا کہ بڑا حیا کرنے والا ہے۔ اس کثرت سے تمہیں گناہوں میں ملوث پاتا ہے اور اس کثرت سے تمہاری خطائیں دیکھتا ہے اور کوئی پہلو بھی ایسا نہیں ہے تمہاری برائیوں کا جو اس سے مخفی ہو۔ بسا اوقات تمہاری برائیاں تم سے مخفی رہتی ہیں، جھوٹی نیتوں کے پردوں میں تم نے ان کو چھپایا ہوا ہوتا ہے لیکن خدا جو کنہ تک نظر رکھتا ہے اور پاتال تک اس کی نظر پڑتی ہے وہ ہر بات سے واقف ہے، تم بھی اپنی برائیوں سے ایسے واقف نہیں۔ اس کے باوجود وہ صرفِ نظر فرماتا ہے، حیا کرتا ہے تم سے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء الشیء) اس کو عفو کہتے ہیں اور عفو کا ایک طبعی نتیجہ یہ ہے کہ جب انسان ان برائیوں سے حیا کرتا ہے تو غیروں سے بھی ان کو چھپائے۔ یہ تو عفو نہ ہوگی کہ خود تو کسی کی برائیوں سے صرفِ نظر کرے اور غیروں پر ان کو ظاہر کرنا شروع کردے اس لئے ستاری عفو کا ایک طبعی نتیجہ ہے۔ جن بندوں سے اللہ تعالیٰ حیا فرماتا ہے ان کی پھر ستاری بھی کرتا ہے اور آگے لوگوں سے ان کو محفوظ کرتا ہے۔ چنانچہ یہاں جو حفاظت کا مضمون بیان فرمایا:

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ (الرعد:۱۲)

اس میں حفاظت کے دوسرے معانی کے علاوہ ایک یہ معنی بھی ہے کہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس نے ایسے کارندے مقرر کر رکھے ہیں جو بنی نوع انسان کے عیوب کو غیروں پر ظاہر ہونے سے روکتے رہتے ہیں اور بالا رادہ ملائکہ بھی اس بات پر مقرر ہیں اور قانون قدرت بھی اس بات پر مقرر ہے کہ انسان کے عیوب کو غیروں سے چھپاتا ہے اور اگر اس پہلو سے انسان اپنی زندگی کے واقعات پر غور کرے تو دنیا دار جن باتوں کو اتفاق سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم اتفاق سے بچ گئے یا اپنی چالاکی سے بچ گئے، ایک عارف باللہ کو کھلم کھلا نظر آجاتا ہے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی ستاری تھی کہ اس نے میرے اوپر پردے ڈھانپ دیئے یعنی میرے عیبوں کو غیروں کی نظر سے بچالیا ورنہ میری حماقتیں، میری غفلتیں ایسی تھیں کہ اس کے نتیجہ میں دنیا پر میرے عیب ظاہر ہوتے تو بعید نہ تھا۔

یہ محض ستاری ہے اور بالا رادہ ستاری ہے، کوئی اتفاقی واقعہ نہیں ہے، ایک تصرف الہی ہے جس کے نتیجہ میں میرے عیب غیروں سے ڈھانپے گئے، اس کو کہتے ہیں ستاری۔ تو عفو کا ایک طبعی نتیجہ ہے ستاری۔ اور اللہ تعالیٰ اس طرح ستاری فرماتا ہے کہ ایک تو قانون قدرت ہے جو از خود جاری و ساری ہے چنانچہ بعض Transparent یعنی شفاف چیزیں اس نے پیدا کیں جن سے نظر آر پار ہو جاتی ہیں اور بعض ایسی ٹھوس چیزیں ہوتی ہیں جن سے نظریں گزر نہیں سکتی اور انسان طبعاً از خود ان چیزوں کو جن سے نظریں آر پار ہو جاتی ہیں نمائش کے لئے استعمال کرتا ہے۔ جہاں وہ اپنی اچھی چیزیں رکھتا ہے وہاں آگے شیشے کے Cover لگا دیتا ہے جس طرح یورپ میں یا پاکستان کے بڑے شہروں میں بھی دکانیں سجی ہوئی ہوتی ہیں وہاں شیشہ استعمال کیا جاتا ہے لیکن جہاں گند ہوتے ہیں وہاں ایسی چیزیں استعمال کی جاتی ہیں جن سے نظر آر پار نہ جائے۔ اگر خدا ہر چیز شفاف بنا دیتا تو کچھ بھی بعید نہ تھا اور یہ اس کے قبضۂ قدرت میں تھا لیکن پھر انسان کے اتنے عیب ایک دوسرے پر ظاہر ہوتے کہ ساری دنیا شیشے کی دیواریں بن جاتی۔

پھر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے دن ہے اور رات ہے۔ راتیں بہت سے عیب چھپا دیتی ہیں۔ اندھیرا جہاں ایک منفی طاقت ہے وہاں اس لحاظ سے ایک مثبت چیز بن جاتا

ہے اور بہت سے عیوب ڈھانپنے کا موجب بن جاتا ہے۔ یہ ایک تو عام قانون ہے دوسرا ستاری میں ایک بالا رادہ قانون جاری ہے اور اس بالا رادہ قانون کے متعلق بہت سی تفاصیل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

صفات باری تعالیٰ کا مضمون بہت وسیع اور دلچسپ ہے لیکن اس کا ایک اصولی پہلو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے ورنہ ہم صفات باری تعالیٰ کے مضمون کو سمجھ نہیں سکیں گے۔ وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات لامحدود اور لامتناہی ہیں اور یہ ناممکن ہے غیر اللہ کے لئے کہ کامل طور پر خدا کی کسی صفت کا مظہر بن سکے جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں کامل مظہر ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بشر کو جو استعدادیں بخشی ہیں ان استعدادوں کے منتہاء تک پہنچ گیا اور صفات باری تعالیٰ انسان میں ڈھل کر جو رنگ اختیار کرسکتی ہیں اس کو اس نے درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ پس آنحضرت ﷺ ان معنوں میں صفاتِ باری کے مظہر اتم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو جو استعدادیں عطا کیں اوّل وہ تمام بنی نوع انسان کی استعدادوں سے بڑھ کر تھیں اور جتنا بڑا برتن تھا اس کو بھرنے کے لئے اتنی بڑی محنت درکار تھی۔ یہاں استعدادوں کے بڑھانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی لوگوں پر اس سے کم ذمہ داری عائد کی گئی۔ آنحضرت ﷺ کی استعدادوں کو بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ سارے بنی نوع انسان سے زیادہ محنت آپؐ کو کرنی پڑی۔ سارے بنی نوع انسان سے زیادہ ذمہ داریاں آپؐ کی بڑھ گئیں کیونکہ جتنا بڑا برتن ہو اتنی ہی محنت اور کوشش سے بھرا جاتا ہے۔ اور اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے اس کو درجہ کمال تک پہنچا دیا اور لبالب بھر دیا اپنے وجود کو صفات باری تعالیٰ سے۔

پس صفت باری کو اپنی ذات میں جاری کرنے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حوالے کے بغیر بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ہم سمجھ ہی نہیں سکتے کہ یہ صفت بندہ میں آکر کیا روپ دھارے گی۔ پانی جس طرح برتن میں جا کر ایک شکل اختیار کرتا ہے وہ نمونہ کا برتن جس میں صفات باری تعالیٰ جلوہ گر ہوتی ہیں اور ایک خاص شکل اختیار کرتی ہیں وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔ پس آپؐ کی ذات کے حوالے کے بغیر صفات باری تعالیٰ کا کوئی مضمون بیان ہو ہی نہیں سکتا۔

آنحضرت ﷺ ستاری کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے حضرت یعلیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ الْحَیَآءَ وَالسِّتْرَ

(مسند احمد کتاب مسند الشامیین حدیث یعلی بن امیہ)

اللہ عزوجل حیا کو پسند فرماتا ہے، محبت کرتا ہے حیاء سے اور ستر (پردہ پوشی) سے محبت کرتا ہے۔

پھر حضور اکرم ﷺ کے متعلق سنن ابی داؤد میں حضرت معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر تو لوگوں کی کمزوریوں کے پیچھے پڑے گا تو تو انہیں بگاڑ دے گا یا ان میں بگاڑ کی راہ پیدا کر دے گا اس لئے عفو سے ہی کام نہ لے بلکہ ستاری سے کام لے۔ ان کی کمزوریوں کو ہوا نہ دے بلکہ ان کمزوریوں پر پردہ ڈھانپ۔

پھر صفوان بن یعلیؓ کی ایک روایت ہے مسند احمد بن حنبل میں وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ حَیِیٌّ سَتِیْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَغْتَسِلَ فَلْیَتَوَارَی بِشَیْءٍ .

(سنن نسائی کتاب الغسل والتیمم باب الاستتار عند الغسل، مسند احمد کتاب مسند الشامیین باب حدیث یعلی بن امیہ)

کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل بہت حیا کرنے والا ہے اور ستیر ہے۔ ستار کے معنی اور ستیر کے معنی ملتے تو ہیں لیکن ان کے اندر فرق ہے۔ ستیر صفت مشبّہ بالفعل ہے جس کا معنی ہے کہ ایک مسلسل ستر کا سلوک بغیر روک کے، بغیر توڑ کے جاری و ساری ہے اسکی ذات میں اور جن قوانین کا میں نے ذکر کیا وہ بھی ستیر کی علامت ہیں کسی امر واقع پر کسی لغزش پر فعلاً خدا کا ستاری کرنا یہ ستار سے تعلق رکھنے والی بات ہے لیکن ایک جاری و ساری قانون کے طور پر بندوں کی حفاظت فرمانا اور ان کو غیر کی آنکھ سے محفوظ رکھنا یہ زیادہ تر ستیر سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا کہ تم بھی صرف اپنے اندرونے کے ستر نہ ڈھانکا کرو اپنے ظاہر کے ستر بھی ڈھانکا کرو۔ اور اسلام کی جتنی تعلیم بدن کو ڈھانپنا، حیا کرنا اس مضمون میں عورتوں اور مردوں کے متعلق جو تفصیلی تعلیم ملتی ہے اس کا سب کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت ستاری سے ہے یعنی بحیثیت ستیر وہ یہ احکام جاری فرماتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو چوری کے الزام میں آنحضرت ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تا کہ آپؐ اس کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم صادر فرمائیں۔ حضور ﷺ کا چہرہ یہ حالات

دیکھ کر متغیر ہو گیا۔ مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپؐ کو اس کام میں کچھ کراہت آرہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہ آئے میں اپنے بھائیوں کی دشمنی میں شیطان کا مددگار نہیں ہونا چاہتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے اور بخش دے تو تم کو چاہئے کہ لوگوں کے گناہوں کو چھپاؤ کیونکہ جب تم سلطان کے پاس جاؤ گے تو حد جاری کرنا اس پر ضروری ہو جائے گا۔

(کتاب الاخلاق صفحہ: ۲۷۳)

بہت ہی پر حکمت تعلیم ہے۔ ستاری کہاں کی جاسکتی ہے اور کہاں نہیں کی جاسکتی، کہاں عفو پر ہاتھ کھلے ہیں کہاں بندھ جاتے ہیں اور جماعت کو خاص طور اس حدیث کے مضمون پر غور کرنا چاہئے۔ اگر کوئی کسی میں برائی دیکھتا ہے تو یہ ایک غلط فہمی ہے کہ اس برائی کو لازماً شکایت کر کے سزا دلوانی چاہئے۔ یہ فرض نہیں ہے آپ کا۔ آنحضرت ﷺ نے ناپسند فرمایا ہے اس بات کو لیکن کن برائیوں میں شکایت کرنی چاہئے اور کن میں نہیں کرنی چاہئے، یہ ایک الگ مضمون ہے۔

نہ کرنے والی باتیں جہاں تک ہم نے معلوم کیں حدیث سے اور اسوۂ سے وہ وہ ہیں جہاں ذاتی قصور ہے کسی انسان کا، انفرادی قصور ہے اور جہاں نظام جماعت یا نظام اسلام کے خلاف کوئی شرارت ہے وہاں ایک مرتبہ بھی آنحضور ﷺ نے بات پہنچانے سے منع نہیں فرمایا بلکہ ان باتوں کو اس طرح سنتے تھے غور سے اور توجہ سے کہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ غیر طعنہ دیا کرتے تھے کہ وہ اُذُنٌ ہے، وہ تو مجسم کان ہے شکائتیں سننے کے لئے۔ فرمایا اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ (التوبۃ: ۶۱) ہے تو وہ مجسم اُذُنٌ لیکن جس طرح تم کہہ رہے ہو ان معنوں میں نہیں خیر کے لئے اُذُنٌ ہے۔ وہ وہ باتیں غور سے سنتا ہے جن سے قومی بھلائیوں کا تعلق ہے اور جن سے قومی بھلائیوں کا تعلق نہیں ان سے صرف نظر کرتا ہے اور ہرگز ان کو نہیں سنتا۔

تو آنحضرت ﷺ کا اسوہ اس میں تفریق فرما رہا ہے جہاں قومی نقصان کے خطرے ہوں وہاں ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ بات کو متعلقہ نظام تک پہنچائے۔ جہاں انفرادی غلطیاں ہوں وہاں آنحضرت ﷺ کی تعلیم یہ ہے کہ ان سے صرفِ نظر بھی کرو اور ان کو ان لوگوں تک پہنچانے سے حیا کرو کہ جن تک اگر پہنچ گئی تو ان کا فرض ہو جائے گا کہ وہ سزا دیں ان کے ہاتھ بندھ جاتے ہیں وہاں، وہ نظام کے نمائندہ ہوتے ہیں نظام کو جاری کرنا خدا نے ان کی ذمہ داری ڈالی ہوتی ہے۔ جب ان تک

بات پہنچ جائے تو پھر وہ مجبور ہو جاتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کا بھی جواب ہے وہ بعض دفعہ جب میں تعلیم دیتا ہوں عفو کی اور مغفرت کی ایسی باتوں کی تو بعض لوگ پھر لکھتے ہیں کہ جناب ہمیں تو آپ نے پکڑ لیا فلاں بات پر، ہم سے تو عفو کا سلوک نہیں کیا، ہم سے تو مغفرت نہیں کی گئی۔ انہی باتوں پر پکڑا جاتا ہے جن میں انسان مجبور اور بے اختیار ہو جاتا ہے اور سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے تابع دکھ کے ساتھ پکڑا جاتا ہے، تکلیف محسوس کر کے پکڑا جاتا ہے، خوشی کے ساتھ نہیں پکڑا جاتا۔ چنانچہ حضور ﷺ کی یہ حالت جو تھی اس قدر آنحضور ﷺ کو دکھ پہنچا کہ مجھے مجبور کیا جا رہا ہے ایک مومن بھائی کے ہاتھ کاٹنے پر کہ آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا، صحابہؓ نے وہ دکھ دیکھ لیا اور پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیوں تم مجھے مجبور کرتے ہو کیونکہ میری حالت یہ ہے کہ میں نظام کو نافذ کرنے پر مامور کیا گیا ہوں، اگر مجھ تک تم بات پہنچا دو گے تو پھر میں بے اختیار ہو جاتا ہوں اس لئے تمہیں اختیار تھا کہ تم یہ بات نہ پہنچاتے۔ اس کو کہتے ہیں ستاری اور کس طرح کھول کھول کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ باتیں بیان فرماتے ہیں، حیرت انگیز رسول ﷺ ہیں، کوئی آپؐ کا ثانی نہیں دنیا میں، کوئی مثال نہیں مل سکتی جس نے اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ کے نشانات کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہو اور اس طرح باریکی اور لطافت کے ساتھ مضامین کو کھول کر بیان فرمایا ہو۔

چنانچہ قرآن کریم اس پر نظر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ

(الانعام:۱۰۶)

اے محمدؐ! ہم تیرے اوپر آیات کو خوب بدل بدل کر پلٹ پلٹ کر پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اسی لئے تیری یہ تربیت کر رہے ہیں کہ جن تک تو پیغام پہنچائے وہ کہہ اٹھیں کہ ہاں تو نے تدریس کا حق ادا کر دیا کوئی پہلو باقی نہیں چھوڑا، اپنے فرض رسالت کو خوب خوب روشن کیا خوب عمدگی کے ساتھ ادا کیا۔

آنحضور ﷺ کے متعلق حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں اور یہ سنن ابن ماجہ کی حدیث ہے فرمایا:

مَنْ سَتَرَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَه‘ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَشَفَ اللّٰهُ عَوْرَتَه‘حَتّٰى يَفْضَحَه‘ بِهَا فِيْ بَيْتِهٖ (سنن ابن ماجہ کتاب الحدود باب الستر علی المومن دفع الحدود)

جس نے اپنے مسلمان بھائی کی ستاری کی یعنی پردہ پوشی فرمائی اللہ قیامت کے دن اسکی پردہ پوشی فرمائے گا وَمَنْ كَشَفَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ اور جس نے اسکی پردہ دری کی اللہ اس کی پردہ دری اس طرح بھی کرے گا کہ وہ اپنے ہی گھر میں ذلیل ورسوا ہو جائے۔

پھر ابی صالح حضرت ابوھریرہؓ سے روایت کرتے ہیں اور جامع ترمذی میں یہ حدیث آتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

مَنْ نَفَّسَ عن مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الْآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰى مُسْلِمٍ سَتَرَهُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ .

(جامع الترمذی کتاب الحدود باب ماجاء فی الستر علی المسلم)

کہ جس کسی نے بھی اپنے مومن بھائی کے دکھ کو دنیا کے دکھوں میں سے کسی دکھ کو دور کیا اللہ آخرت میں اس کے دکھوں کو دور فرمائے گا اور جس نے اپنے مومن بھائی مسلمان کی پردہ پوشی فرمائی اللہ دنیا میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ وَاللّٰهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَاكَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ اللہ اپنے اس بندہ کی مدد پر رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد پر تیار کھڑا رہتا ہے۔ جب تک کوئی مومن کسی مومن کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ کی مدد کرتا رہتا ہے جو اس کے بندوں میں سے کسی کی مدد کرتا ہے۔

ایک اور بہت ہی پیاری حدیث اس مضمون میں یہ ہے۔ ویسے تو ساری حدیثیں پیاری ہیں لیکن پیاری چیزوں میں سے بعض ذرا زیادہ پیاری لگتی ہیں اور جس صحابیؓ سے روایت ہے اس نے بھی خاص انداز سے اسکو پوچھا ہے:

عَنْ صفوان بن محرز انَّ رَجلاً سَأَلَ ابنَ عمرَ كيف سَمِعْتَ رسول الله ﷺ يَقُوْلُ فى النجوة

کہ حضرت صفوانؓ بن محرز سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا ایک شخص کو جو حضرت ابن عمرؓ سے سوال کر رہا تھا اور اس نے سوال یہ کیا کہ وہ ذرا مخفی سر والی بات کے متعلق تو روایت بیان کریں کہ وہ کیا بات تھی کہ جس میں سرگوشی کے لہجہ میں کوئی بات ہوئی تھی کوئی ذکر ملتا ہے وہ ہمیں بھی سنا دیں۔ تو اس پر حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے راز اور سرگوشی کے انداز میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے قریب ہوگا قیامت کے دن یہاں تک کہ وہ اپنا سایۂ رحمت اس پر ڈالے گا پھر فرمائے گا تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب۔ پھر کہے گا فلاں فلاں کام بھی کیا تھا۔ وہ اقرار کرے گا اے اللہ! مجھ سے یہ سرزد ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس دنیا میں بھی تیری کمزوریوں کی پردہ پوشی کی تھی آج قیامت کے دن بھی تیری پردہ پوشی کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الادب باب ستر المومن علی نفسہ)

کیسا پیارا انداز ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا! خدا تعالیٰ کی ستاری کی بات کر رہے ہیں اور وہ بات بیان فرما رہے ہیں جو اللہ نے ڈھانپ کر بڑے پیار سے اپنے کسی بندہ سے کی ہے اور خود بھی سرگوشی کے انداز میں باتیں کر رہے ہیں ہلکی آواز میں، ایک دبی دبی سی آواز میں بڑے پیار سے صحابہؓ کو یہ راز کی خبر سنا رہے ہیں کہ میں نے اللہ سے یہ پیاری بات سنی ہے اور میں تم تک پہنچاتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا اس قسم کا معاملہ بھی فرمائے گا۔

پس وہ شخص جو وہ بندہ بننا چاہتا ہے جس بندہ کا اس حدیث میں ذکر ہے اور جو چاہتا ہے کہ اللہ کی رحمت کا سایہ اس کے سر پر دراز ہو جائے، وہ بڑے پیار اور محبت سے قیامت کے دن اس سے فرمائے اور شروع میں تھوڑا سا ڈرا بھی دے کہ تو نے یہ کام کیا تھا لیکن اس رنگ میں کہے کہ اس یوم حشر میں کوئی اور نہ سن رہا ہو، اسی سے پتہ چلتا ہے کہ ڈرانے کے لئے نہیں بلکہ ایک پیار کے انداز میں مغفرت کے اظہار کے طور پر بات ہو رہی ہے۔ چنانچہ پوچھے کہ اے بندے! تو نے یہ بھی کیا تھا، یہ بھی کیا تھا، یہ بھی کیا تھا، اور وہ اقرار کرتا چلا جائے اور پھر فرمائے کہ میں دنیا میں بھی تیری ستاری کیا کرتا تھا آخرت میں بھی تیری ستاری کروں گا۔

لیکن دنیا میں کن کی ستاری کرتا ہے یہ مضمون پہلے آنحضور ﷺ بیان فرما چکے ہیں، ان کی نہیں کرتا جو اپنے بھائیوں کی ستاری نہیں کرتے ان کی پردہ دری کرتا ہے جو اپنے بھائیوں کی پردہ دری

کرتے ہیں، ان کو گھروں میں بھی اپنے رسوا اور ذلیل کر دیتا ہے اور باہر بھی رسوا و ذلیل کر دیتا ہے اس لئے وہ بندے تو یہاں مراد نہیں ہیں۔

اگر آپ وہ بندہ بننا چاہتے ہیں تو اپنے بھائیوں سے مغفرت کا سلوک کریں اور ستاری کا سلوک کریں۔ مغفرت تو وہ معاملات ہیں جن میں آپ کا ذاتی بخشش کا معاملہ ہے۔ آپ کا گناہ ہے آپ بخشش کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے یہ الگ بحث ہے لیکن ستاری کو اپنائیں کیونکہ ستاری کے نتیجہ میں اللہ کی ستاری اس دنیا میں بھی حاصل ہوگی اور اس دنیا میں بھی حاصل ہوگی۔

آخر پر اس مضمون پر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو اقتباس پڑھ کر اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں آپؑ نے فرمایا:

”انسان کے ایمان کا بھی کمال یہی ہے کہ تخلق باخلاق اللہ کرے۔ (یعنی اللہ کے اخلاق کے رنگ میں اپنے اخلاق رنگین کر دے)

یعنی جو جو اخلاق فاضلہ خدا میں ہیں اور صفات ہیں ان کی حتی المقدور اتباع کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً خدا تعالیٰ میں عفو ہے، انسان بھی عفو کرے۔ رحم ہے، حلم ہے، کرم ہے، انسان بھی رحم کرے، حلم کرے، لوگوں سے کرم کرے۔ خدا تعالیٰ ستار ہے، انسان کو بھی ستاری کی شان سے حصہ لینا چاہئے اور اپنے بھائیوں کے عیوب اور معاصی کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے“

اور ایسے بہت سے لوگ ہیں خوب سن لیں کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

”بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کسی کی کوئی بدی یا نقص دیکھتے ہیں جب تک اس کی اچھی طرح سے تشہیر نہ کرلیں ان کو کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ حدیث میں آیا ہے جو اپنے بھائی کے عیب چھپاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ: ۶۰۸، ۶۰۹)

پھر حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

''توبہ میں ایک مخفی عہد بھی ہوتا ہے کہ فلاں گناہ میں کرتا تھا اب آئندہ وہ گناہ نہیں کروں گا۔ اصل میں انسان کی خدا تعالیٰ پردہ پوشی کرتا ہے کیونکہ وہ ستار ہے۔ بہت سے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ستاری نے ہی نیک بنا رکھا ہے ورنہ اگر خدا تعالیٰ ستاری نہ فرماوے تو پتہ لگ جاوے کہ انسان میں کیا کیا گند پوشیدہ ہیں''۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ:۶۰۸)

پھر فرمایا:

''خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو پر جسے میں ہدایت دوں، تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو میں نور بخشوں، تم سب مردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو میں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کی اندرونی حالت اور باطن دنیا کے سامنے کر دیئے جاویں تو قریب ہے کہ بعض بعض کے قریب تک بھی جانا پسند نہ کریں۔ خدا تعالیٰ بڑا ستار ہے۔ انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا۔ پس انسان کو چاہئے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے۔''

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پس پیشتر اس کے کہ عفو اور ستاری سے ہماری بے اعتنائی اور بے پرواہی ہمیں اس مقام تک پہنچا دے جس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے۔:

وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾

کہ اللہ تعالیٰ جب فیصلہ یہ کر لیتا ہے کہ کسی قوم نے میری حسنات کو چھوڑ دیا اور برائیوں نے ان کے اندر راہ پالی اور وہ اس مقام تک پہنچ گئی ہیں کہ اب نعمت کو میں ان سے کھینچ لوں۔ پھر جب خدا سزا دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس سزا سے دنیا میں کوئی کسی کو بچا نہیں سکتا۔ تو ہم نے تو ساری دنیا کو اس سزا سے بچانا ہے اس لئے بہت کوشش کریں اور بہت محنت کریں۔ یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں جو تکلیف دینے والی ہوں یہ دونوں صفحات ایسی ہیں جو لطف دینے والی ہیں۔ کتنا نادان ہے وہ شخص جو ان

لطفوں سے بھی محروم ہے اور اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہو جائے۔ پتہ نہیں کس نادان نے کسی کو کیا یہ سمجھا دیا ہے کہ پردہ دری میں مزہ ہے جو ستاری میں مزہ ہے پردہ دری تو اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ پردہ دری تو ایک گندی لذت ہے جس کی سردردیاں ساتھ لگی ہوئی ہیں، فساد ہے معاشرہ کا دکھ پھیلانے والی بات ہے۔ آپ ملوث کرنے والی بات ہے اپنے آپ کو دکھوں میں اور پردہ دری کرنے والے کے خلاف تو اور بھی لوگ پڑ جاتے ہیں خواہ مخواہ کی جھنجھٹ ہیں مصیبت کے جس کا نام جاہلوں نے لذت رکھ لیا ہے۔ جو ستاری کا مزہ ہے وہ بالکل اور مزہ ہے ایسی عظیم روحانی لذتیں ہیں ستاری میں کہ عام انسان ان کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ یہ روح میں لذت داخل ہوتی ہے اور اس کا جزو بن جاتی ہے اور روح کو ایک قوت عطا کرتی ہے ایک بلند مقام عطا کرتی ہے کردار کی تعمیر کرتی ہے۔

خدا کرے کہ جماعت احمدیہ عفو اور ستاری میں درجہ کمال تک پہنچ جائے۔ ساری جماعت، جماعت کا ہر فرد، جماعت کے بوڑھے، جماعت کے بچے، جماعت کے مرد، جماعت کی عورتیں خدا تعالیٰ کی عفو اور ستاری کی صفات کو اس طرح اپنالیں کہ دنیا میں خدا کے مظہر بن جائیں اور تمام دنیا ان صفات سے فیض پانے والی بنے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے دعا کی ایک تحریک کی تھی اسے بھولیں نہیں۔ یہ بہت ہی بے صبری ہوگی بلکہ گستاخی ہوگی اور کبر اور انانیت ہوگی کہ ایک ہفتہ کی دعا کے بعد لوگ یہ سوچنے لگیں کہ اللہ نے قبول نہیں کی اس لئے اب چھوڑ دو اس بات کو۔ ایسے ایسے بزرگوں کے ذکر بھی ملتے ہیں کہ مدتیں گزار دیں انہوں نے، عمر کا ایک حصہ گزار دیا دعائیں کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ نامنظوری کی اطلاع دیتا تھا ان کو اور وہ صبر سے قائم رہے۔ یہاں تک کہ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی اس سارے عرصہ کی تمام دعائیں قبول فرمالیں اس لئے بندہ بنیں، بندگی کے ساتھ دعا کرنے کی عادت ڈالیں اور عجز و انکساری کے ساتھ۔ مالک وہ ہے، جب چاہتا ہے تو حیرت انگیز طور پر قبول فرما کر ہمارے دلوں کو خوشی سے بھر دیتا ہے اور جب نہیں چاہتا تو ہمیں بتاتا ہے کہ میں مالک ہوں تم بندے ہو، عجز اور بندگی کے مقام پر قائم رہو۔ اس لئے دعا نہیں چھوڑنی رحمت باری کے لئے، بارش کے لئے اور جیسا کہ میں نے کہا تھا صرف اپنے ملک کے لئے نہ کریں افریقہ کی حالت بہت ہی دردناک ہے۔ رات بھی بی بی

سی (BBC) کی خبروں میں مَیں نے سنا کہ آدھا افریقہ بھوک سے مرنے کی راہ دیکھ رہا ہے گویا کہ افریقہ کی آدھی آبادی کے متعلق اب ماہرین کو یہ خطرہ درپیش ہوگیا ہے کہ یہ بھوک سے مرجائیں گے اگر اب بارشیں نہ ہوئیں تو۔ بہت شدید حالت ہے تکلیف کی اور ہزار ہا بلکہ لاکھوں جانور بھوک سے مرچکے ہیں وہاں اور بعض علاقوں میں پنجر کے پنجر پڑے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے بہت درد سے دعائیں جاری رکھیں جب دوسروں کا درد کریں گے تو اللہ آپ پر بھی زیادہ رحمت فرمائے گا۔

تو ان دعاؤں کو نہیں بھولنا نہیں چھوڑنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل نازل فرمائے اور جیسا کہ میں نے تحریک کی تھی عربوں کو بھی اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں اور اس دعا کو بھی بالکل نہیں چھوڑنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوں۔